ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ
سورۃ الانفال آیت ۱۳
گستاخِ رسول ﷺ کی سزا قتل
غزالیٔ زماں علامہ سید احمد سعید کاظمی قدس سرہ العزیز
(والدگرامی مولانا حامد سعید کاظمی
وفاقی وزیر مذہبی امور حکومت پاکستان)
ادارۂ معارفِ نعمانیہ
شاد باغ لاہور پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سلسلہ اشاعت 171

بفیضانِ کرم:۔ شیخ السلام والمسلمین نبیرۂ اعلیٰحضرت جانشین مفتیٔ اعظم حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خان قادری ازہری بریلوی دامت برکاتہم العالیہ

نام کتاب .... گستاخ رسول ﷺ کی سزا قتل

مصنف .... غزالی زماں علامہ سید احمد سعید کاظمی قدس سرہٗ

باراوّل............ محرم الحرام 1432ھ/ دسمبر 2010

تعداد 2500

شرفِ اشاعت............ ادارہ معارف نعمانیہ لاہور/ رضوی فاؤنڈیشن پاکستان

ہدیہ .... دُعائے خیر بحق معاونین

نوٹ:۔ بیرون جات کے شائقین مطالعہ 20 روپے کے ڈاک ٹکٹ ارسال فرما کر طلب فرمائیں

ملنے کا پتہ

ادارۂ معارف نعمانیہ زیر انتظام رضوی فاؤنڈیشن پاکستان

323 مرکزی جامع مسجد حنفیہ غوثیہ شاد باغ لاہور پاکستان E-mail. rizvifoundation@hotmail.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمدِ بے حد مر رسولِ پاک ﷺ را

آں کہ ایماں داد مشتِ خاک را

کچھ باتیں — کچھ یادیں

دولتِ خداداد پاکستان کے معرضِ وجود میں آنے کے وقت تک برِ صغیر کے قریے قریے میں جیّد علمائے حق موجود تھے اور اپنے اپنے علاقے کے لوگوں کو فیض یاب کرتے رہے، مگر اہلِ سنّت کی شومیِ قسمت کہ وہ علمائے حق یکے بعد دیگرے عازمِ خلد بریں ہوتے چلے گئے۔ اُن میں سے بہت سے حضرات بجا طور پر علم کے ہمالہ تھے، مگر شہرت اُن پر فریفتہ نہیں تھی، لہٰذا اُن کا تعارف صرف حلقۂ علما تک محدود رہا۔

مفتیِ اعظم پاکستان حضرتِ علامہ ابو البرکات سیّد احمد قادری چشتی، اشرفی، امیر

حزب الاحناف لاہور (رحمۃ اللہ علیہ) اور غزالیِ زماں، رازیِ دوراں علامہ سیّد احمد سعید کاظمی امروہوی چشتی صابری قادری بانیِ انوار العلوم ملتان (رحمۃ اللہ علیہ) ان بزرگوں میں سے ہیں جو علم و فضل کے بحرِ زخار اور دریائے معرفت کے شناور تھے شہرت ان پر ایسی عاشق و شیدا تھی کہ ہر وقت ان کے دروازوں پر دربانی کے فرائض سر انجام دیتی تھی۔ یہ دونوں بزرگ قیامِ پاکستان سے بہت پہلے پورے برصغیر (پاک و ہند) میں اپنی فضیلتِ علمی اور شرافتِ نفسی کا لوہا منوا چکے تھے۔ امرتسر میں سیّدنا امامِ اعظم رضی اللہ عنہ کا عرسِ مبارک نہایت تزک و احتشام سے منعقد ہوا کرتا تھا۔ اس مقدس و بابرکت محفل میں سرآوردہ مشائخِ عظام اور جید علمائے کرام شرکت کرنا باعثِ فخر و مباہات جانتے تھے چنانچہ مذکورۃ الصدر دونوں بزرگ بھی اس سہ روزہ محفل (اجلاس) میں شرکت فرماتے اور اہالیانِ امرتسر کو اپنے مواعظِ حسنہ و علمیہ سے بہرہ ور فرماتے تھے لہٰذا احقر اس زمانے سے ان بزرگوں کے مداحین میں شامل تھا۔ پاکستان میں ہجرت کے بعد ان بزرگوں کو بہت قریب سے دیکھنے کا بھی موقع میسّر آیا اور یہ ہر دو بزرگ فقیرِ حقیر پر بے حد شفقت فرماتے تھے۔

۱۹۷۳ء میں جب راقم السطور کو مدینہ منورہ میں حاضری کی سعادتِ عظمیٰ نصیب ہوئی تو وہاں قطبِ مدینہ، شیخ العرب والعجم حضرت شاہ ضیاء الدین احمد قادری مہاجر مدنی، خلیفۂ خاص اعلیحضرت امام احمد رضا خان قادری بریلوی (قدس سرہما) کے آستانہ عالیہ پر ہر روز حاضری سے مشرف ہوتا رہا اور متعدد مرتبہ حضرت قطبِ مدینہ نے اپنی زبانِ فیض ترجمان سے یہ ارشاد فرمایا: "اس وقت پاکستان میں صرف دو ہی معتبر اور قابلِ اعتماد عالمِ دین ہیں

ایک حضرت ابوالبرکات سید صاحب اور دوسرے علامہ سید احمد سعید کاظمی شاہ صاحب"۔

(بلفظہٖ بقدرِ حافظہ)۔

حضرت قطبِ مدینہ کی لسانِ فیض ترجمان سے ان بزرگوں کی عظمت کے اعلان سے مجھے بے حد خوشی محسوس ہوتی کہ ان کے بارے میں میرا فیصلہ بالکل صحیح تھا۔ ۱۰ شوال المکرم ۱۳۹۸ھ کو حضرت ابوالبرکات واصل بحق ہو گئے اور اُن کے بعد لاہور میں مسندِ افتاء بے وقعت ہو کر رہ گئی۔ ۲۵ رمضان المبارک ۱۴۰۶ھ کو حضرت غزالیِ دوراں مکین خلد بریں ہو گئے تو عوام اہلِ سنت بالکل بے سہارا ہو گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ حضرت قبلہ کاظمی شاہ صاحب اَعْلَی اللّٰہُ مَقَامَہٗ کی ذاتِ گرامی فی الحقیقت مستغنی عن الخطاب ہے۔ جب اُن کا نامِ نامی آ جائے، تو خطابات و القابات اُن کی قد آور شخصیت سے بہت چھوٹے نظر آنے لگتے ہیں۔ بلاشبہ وہ نابغۂ روزگار علماء میں سے تھے جو صدیوں

لہ حضرت قطبِ مدینہ علیہ الرحمۃ والرضوان سے مختلف اوقات میں جن پاکستانی علمائے حق کے بارے میں تحسین کے کلمات فقیر نے سنے اُن کے اسمائے گرامی یہ ہیں: حضرت شیخ الحدیث علامہ محمد سردار احمد قادری رضوی چشتی صاحب، حضرت علامہ سید سردار احمد قادری گڑھی اختیار خاں والے جو سید محمد فاروق القادری ایم اے کے دادا جان ہوتے ہیں، حضرت عبد نبی مختار احمد یار فریدی (گڑھی اختیار خاں)، علامہ عبد الغفور ہزاروی اور حضرت مفتی اعجاز ولی خاں رضوی (رحمہم اللہ تعالیٰ)۔ اس وقت جو حضرات بقیدِ حیات تھے، اُن میں سے حضرت استاذ العلماء قبلہ مفتی تقدس علی خان رضوی (مدفون پیر جوگوٹھ)، جناب پیر غلام قادر اشرفی (مدفون لالہ موسیٰ) اور شاہ فاروق رحمانی (مدفون کراچی) علیہم الرحمۃ پر بہت خوش تھے۔

بعد پیدا ہوتے ہیں۔

سال ہا باید کہ تا یک فردِ حق پیدا شود
بایزید اندر خراساں یا اویس اندر قرن

تحریکِ پاکستان کے مبلغِ اعظم حضرت ابوالمحامد سید محمد محدث چشتی، اشرفی، کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ کے خطبہ آل انڈیا سنی کانفرنس منعقدہ بنارس (۱۹۴۶ء) کے آخر میں درج ہدایات و تجاویز کی روشنی میں اگر پاکستان کے اندر متفقہ طور پر مرکزی دارالافتاء قائم کیا ہوتا یا کم از کم اہلِ سنت کو درپیش نت نئے مسائلِ علمیہ کے حل کے لیے امارتِ شرعیہ قائم کی ہوتی تو یقیناً کاظمی شاہ صاحب اس کے متفقہ طور پر صدر الصدور قرار پاتے اور چھوٹے چھوٹے مولوی اور خود ساختہ مفتی، جو عجیب و غریب باتیں کرتے رہتے ہیں، انھیں اپنی پناہ گاہوں سے باہر جھانکنے کی بھی جرأت نہ ہوتی، مگر وائے افسوس کہ یہاں الٹی گنگا بہنے لگی۔

حضرت قطبِ مدینہ قدس سرہ العزیز کے ارشاد کے مطابق قبلہ کاظمی شاہ صاحب آخری اہلِ حق سربرآوردہ عالمِ دین ثابت ہوئے[1]، جس کی تصدیق درپیش حالات نے کر دی ہے۔ مثلاً بعض حنفی سنی علماء نے شریعت آرڈیننس کو قبول کر لیا ہے، جس کا تعلق صرف سعودیہ کی شریعت سے ہے اور ولایت ابوحنیفہ (پاکستان) میں ان نام نہاد حنفی علماء کے دستخطوں سے سیدنا امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ

---

[1] علمائے حق تو چند اور بھی تھے، لیکن یہاں صرف سربرآوردہ اور مسلّمہ شخصیت کا ذکر ہے۔

کے نام اور کام کو حرفِ غلط کی طرح محو کر دیا گیا اور غائبانہ نمازِ جنازہ کی "بدعت" اپنا لی گئی ہے۔ پاکستان جن حنفی اولیاء اللہ کا فیضان ہے اُن کی ارواحِ مقدسہ ان نام نہاد حنفیوں سے ناراض ہیں اور ان سب کا انجام قوم ضرور دیکھے گی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ!   اب یہی نام نہاد عاشقانِ مصطفیٰ نظامِ مصطفیٰ کو بالکل بھول گئے ہیں اور ضیاء ازم، ضیاء ازم کا وظیفہ جپنے لگے ہیں۔

ضیاء ازم کیا ہے؟   مولوی اشرف علی تھانوی کے افکار و تعلیمات کی نشر و اشاعت یا یوں کہیے کہ سعودیہ کے قوانین کی ترویج! اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن!

اہل السنت والجماعت کو ان تمام نہاد علماء کو جو فی الحقیقت بندگانِ سیم و زر ہیں، اپنے سے دور رکھنا چاہیے تاکہ ان کے منحوس اثرات سے ایمان محفوظ رہ سکے۔

پیشِ نظر رسالہ حضرت علامہ کاظمی شاہ صاحب کا ایک تحریری بیان ہے، جو انھوں نے جناب چیف جسٹس صاحب وفاقی شرعی عدالت کے استفسار پر تحریر کیا تھا، جس میں اہانتِ رسالت مآب اور تنقیصِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وصحبہٖ وسلم، کی سزا کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ کتاب و سنت، اجماعِ اُمت اور تصریحاتِ علمائے اُمت سے واضح ہے کہ ہر شاتمِ رسول کی سزا قتل ہے اور اس مسئلے میں اہلِ حق میں سے کبھی کسی نے اختلاف نہیں کیا۔ اگر پاکستان میں اہلِ سنت کی

امارتِ شرعیہ موجود ہوتی تو اس ایمان افروز بیان کو اہلِ حق کے چیف جسٹس کا فیصلہ قرار دیا جاتا اور مسلم ممالک کی عدالتوں میں بطورِ حجت اسے پیش کیا جاتا، مگر ؎

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے!

قبلہ کاظمی شاہ صاحب نے اس تحریر میں گستاخانِ رسول کی اسلامی سزا بتائی ہے۔ میں اس موقع پر امرتسر میں رونما ہونے والا تقریباً نوے (۹۰) سال پہلے کا ایک واقعہ لکھنا ضروری سمجھتا ہوں، جو بے حد ایمان افروز اور عبرت انگیز ہے۔ یہ واقعہ حضرت امیرِ ملت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب قبلہ علی پوری قدس سرّہٗ نے امام الائمہ سیدنا حضرت ابو حنیفہ کوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے عرس سراپا قدس منعقدہ مسجد جان محمد امرتسر کے اجتماعِ عظیم میں بیان فرمایا تھا۔

"امرتسر کے گرجا گھر کے سامنے کھڑا ہو کر ایک پادری حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے فضائل اور عیسائی مذہب کی خوبیاں بیان کر رہا تھا اور وہ (پادری) دورانِ تقریر حضورِ پُرنور نبیِ کریم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وصحبہٖ وسلّم کا اسمِ گرامی ادب و احترام سے نہیں لیتا تھا۔ سامعین میں ایک بھنگڑ اس حالت میں کھڑا تھا کہ بھنگ گھوٹنے والا ڈنڈا اس کے کاندھے پر تھا۔ اس خوش بخت نے کہا:

"پادری! ہم حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کو برحق نبی مانتے ہیں اور اُن کا نام ادب سے لیتے ہیں، تو بھی ہماری سچی سرکار (صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) کا نام ادب سے لے۔"

مگر پادری پر اس کا کچھ اثر نہ ہوا، تو اس عالی ہمم نے پھر ٹوکا۔ جب پادری

نے تیسری بار بھی اُسی طرح نام لیا، تو اُس پاک نہاد نے اپنا وہ ڈنڈا جس سے بھنگ گھوٹتا تھا، اس زور سے پادری کے سر پر دے مارا کہ پادری کا سر پھٹ کر بھیجا باہر آگیا اور وہ مردود بیان دیے بغیر واصلِ جہنّم ہوگیا۔ یہ عاشقِ صادق پکڑا گیا۔ موت کی سزا ہوئی۔ اپیل ہوئی۔ انگریز جج نے یہ لکھ کر بری کر دیا کہ :

"پادری کا قاتل نیشین بھنگڑ ہے۔ کوئی مولوی نہیں۔ مولوی اور پادری کی کوئی باہمی رنجش ہو سکتی ہے۔ بھنگڑ سے پادری کی دیرینہ یا تازہ رنجش کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ظاہر ہے کہ پادری نے ضرور اس کے جذبات کو مجروح کیا ہے، لہٰذا میں اسے بری کرتا ہوں۔" (بتغییر یسیر بعدہٗ حافظہ)

اللہ تعالٰی اس مسکین تکیہ کے مرقدِ منوّر پر بے شمار رحمتیں نازل فرمائے اور اُس جیسا ایمان ہر مسکین مسجد اور ہر مسلمان کو نصیب فرمائے! آمین، ثمّ آمین! بجاہِ سیّد المرسلین صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وصحبہٖ وسلّم!

اس واقعے کے نقل کرنے کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ وہ پادری حضورِ پُر نور، سیّد الانبیاء صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی شانِ اقدس میں کوئی گستاخی کا کلمہ نہیں کہہ رہا تھا، صرف حضورِ پاک کا اسمِ پاک اسلامی آداب سے نہیں لیتا تھا، یعنی مولوی اسمٰعیل دہلوی کی طرح "جس کا نام محمد یا علی ہے، وہ کسی چیز کا مختار نہیں"[1] (نقلِ کفر کفر نباشد)

[1] "تقویۃ الایمان" صفحہ ۴۷، بحوالہ "اطیب الایمان" صفحہ ۳۲۴۔

یعنی پادری صرف "محمد صاحب" کہہ رہا تھا اور اُس تکیہ والے عاشقِ صادق کو یہ بات بھی ناگوار گزری اور اُس نے اپنے مذہبِ عشق کا جھنڈا بلند کر دکھایا ؏

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

عاشقانِ سیدِ ابرار (صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم) کسی عالم مفتی سے پوچھے بغیر ہی اوب نہ کرنے والوں کو جہنم رسید کر دیتے ہیں تو کوئی گستاخ اُن کے خنجرِ براں سے کیونکر بچ سکتا ہے۔ اُن کا مفتی اُن کا وجدان ہوتا ہے۔ اُن کا پیر و مرشد اُن کا جذبۂ عشق ہوتا ہے لہٰذا ایسے اَن پڑھ غازیوں کا یہ کام ہمیشہ لائقِ تقلید ہوتا ہے۔ کُفّار کی حکومت میں تو اسی طرح ہونا چاہیے اور ہوتا رہا، مسلمانوں کی حکومت میں یہ عدالت کی ذمہ داری ہے کہ وہ سچی شہادتوں کے بعد گستاخِ رسول کے قتل کا حکم صادر کرے تاکہ مزید الجھنیں اور پیچیدگیاں پیدا نہ ہوسکیں۔

خاکِ راہِ دردمنداں

محمد موسیٰ عفی عنہٗ

داتا گنج بخش روڈ

۲ صفر المظفر ۱۴۰۹ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بسلسلۂ شریعت پٹیشن

درتوہینِ رسالت

بعدالتِ جناب چیف جسٹس صاحب وفاقی شرعی عدالت، پاکستان

بیان من جانب: سید احمد سعید کاظمی صدر مرکزی جماعت اہلسنّت پاکستان و شیخ الحدیث مدرسہ عربیہ اسلامیہ انوار العلوم ملتان۔

محترم محمد اسمٰعیل قریشی، سینیئر ایڈووکیٹ سپریم کورٹ پاکستان، لاہور نے بنام اسلامی جمہوریہ پاکستان تعزیرات پاکستان کی دفعہ نمبر ۲۹۵ الف اور دفعہ ۲۹۸ الف کے خلاف شرعی عدالت میں ایک درخواست دائر کی ہے جہاں تک اہانتِ رسالت اور توہین و تنقیصِ نبوّت سے اس درخواست کا تعلق ہے میں اس پوری طرح متفق ہوں اور دلائل شرعیہ (کتاب و سنّت، اجماعِ اُمت اور تصریحاتِ علماء دین) کے مطابق میں اس کی مکمل تائید اور حمایت کرتا ہوں۔ اس سلسلے

میں سیر تفصیلی بیان درج ذیل ہے :

کتاب و سنت، اجماع اُمت اور تصریحات ائمۂ دین کے مطابق توہینِ رسول کی سزا صرف قتل ہے۔ رسول کی صریح مخالفت توہینِ رسول ہے۔ قرآن مجید نے اس جرم کی سزا قتل بیان کی ہے۔ اسی بنا پر کافروں سے قتال کا حکم دیا گیا۔ قرآن مجید میں ہے : ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ [۱] یہ (یعنی کافروں کو قتل کرنے کا حکم [۲]) اس لیے ہے کہ انھوں نے اللہ اور اس کے رسول کی صریح مخالفت کر کے اُن کی توہین کا ارتکاب کیا۔ توہینِ رسول کے کفر ہونے پر بکثرت آیاتِ قرآنیہ شاہد ہیں مثلاً وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ قُلْ اَبِاللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ [۳] ترجمہ : اور اگر آپ ان سے پوچھیں تو وہ ضرور کہیں گے ہم تو صرف ہنسی مذاق کرتے تھے۔ آپ (ان سے) کہیں، کیا تم اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول کے ساتھ ہنسی مذاق کرتے ہو۔ کوئی عذر نہ کرو۔ بے شک ایمان کے بعد تم نے کفر کیا۔

مسلمان کہلانے کے بعد کفر کرنے والا مرتد ہوتا ہے اور از روئے قرآن مرتد

---

[۱] سورۃ انفال آیت ۱۳۔

[۲] مدارک صـ۱۷۱، ج ۲، خازن صـ۱۷۱ ج ۲، البحر المحیط صـ۴۷۷ ج ۴۔

[۳] سورۃ توبہ آیت ۶۵، ۶۶۔

کی سزا صرف قتل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: قُلْ لِلْمُخَلَّفِيْنَ مِنَ الْأَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ إِلَىٰ قَوْمٍ أُولِي بَأْسٍ شَدِيْدٍ تُقَاتِلُوْنَهُمْ أَوْ يُسْلِمُوْنَ[1] ترجمہ: اے رسُول (صلی اللہ علیک وسلم) پیچھے رہ جانے والے دیہاتیوں سے فرما دیجیے، عن قریب تم سخت جنگ کرنے والوں کی طرف بلائے جاؤ گے تم اُن سے قتال کرتے رہو گے یا وہ مسلمان ہو جائیں گے۔ یہ آیت مُرتدین اہلِ یمامہ کے حق میں بطور اخبار بالغیب نازل ہوئی۔ اگرچہ بعض علما نے اِس مقام پر فارس و روم وغیرہ کا ذکر بھی کیا ہے، لیکن حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی حسبِ ذیل روایت نے اِس آیت کو مُرتدین بنی حنیفہ (اہلِ یمامہ) کے حق میں مُتعین کر دیا:

عن رافع بن خدیج انا کنا نقرأ هٰذه الآیة فیما مضی ولا نعلم من هم حتّٰی دعا ابوبکر رضی الله عنه الی قتال بنی حنیفة فعلمنا انهم اریدوا بها۔[2] ترجمہ: حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ گزشتہ زمانے میں ہم اس آیت کو پڑھا کرتے تھے اور ہمیں معلوم نہ تھا کہ وہ کون لوگ ہیں۔ یہاں تک کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے (مُرتدین) بنی حنیفہ (اہلِ یمامہ) کے قتال کی طرف مسلمانوں کو بلایا۔ اُس وقت ہم سمجھے کہ اِس آیتِ کریمہ میں یہ مُرتدین ہی مُراد ہیں۔

ثابت ہُوا کہ اگر مُرتد اسلام نہ لائے تو از رُوئے قرآن اُس کی سزا قتل کے سوا

---

[1] سُورۃ الفتح آیت ۱۶ [2] البحر المحیط صہ ۹۳ ج ۸، روح المعانی صہ ۱۰۲ پ ۲۶۔

کچھ نہیں قتل مرتد کے بارے میں متعدد احادیث وارد ہیں۔ اختصار کے پیش نظر صرف ایک حدیث پیش کی جاتی ہے:

اتی علی بزنادقة فاحرقهم (وفی روایة ابی داؤد[1] ان علیًا احرق ناسًا ارتدوا عن الاسلام) فبلغ ذلک ابن عباس فقال لو کنت انا لم احرقهم لنهی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا تعذبوا بعذاب اللہ و لقتلتهم لقول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من بدل دینه فاقتلوه۔[2] ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس (مرتد ہو جانے والے) زندیق لوگ لائے گئے تو آپ نے انھیں جلا دیا۔ اس کی خبر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو پہنچی تو انھوں نے فرمایا، اگر (آپ کی جگہ) میں ہوتا، تو انھیں نہ جلاتا، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کے عذاب کے ساتھ کسی کو عذاب نہ دو، اور میں انھیں قتل کرا دیتا، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو (مسلمان) اپنے دین سے پھر جائے، اسے قتل کر دو۔

قتل مرتد کے بارے میں صحابہ رضوان اللہ علیہم کا طرزِ عمل

صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسندِ خلافت پر بیٹھتے ہی جس شدت کے ساتھ

---

[1] ابی داؤد ص۵۹۸ ج ۲۔ [2] صحیح بخاری ص۲۴۳ ج ۱، ص۱۰۲۳ ج ۲، ص۱۰۹۶ ج ۲ (باقی اگلے صفحے کے نیچے)

مرتدین کو قتل کیا محتاجِ بیان نہیں صحابہ کرام کے لیے مرتد کو زندہ دیکھنا ناقابلِ برداشت تھا۔ حضرتِ ابو موسیٰ اشعری اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف سے یمن کے دو مختلف حصّوں پر حاکم تھے۔ ایک دفعہ حضرت معاذ بن جبل حضرت ابو موسیٰ اشعری سے ملاقات کے لیے آئے۔ ایک بندھے ہوئے شخص کو دیکھ کر انھوں نے پوچھا "یہ کون ہے؟" ابو موسیٰ اشعری نے فرمایا:

کان یھودیًا فاسلم ثم تھوّد قال اجلس قال لا اجلس حتّٰی یقتل قضاء اللہ ورسولہ ثلاث مرّات فامر بہٖ فقتل [۵]

ترجمہ: یہ یہودی تھا مسلمان ہونے کے بعد پھر یہودی (ہو کر مرتد) ہو گیا۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری نے حضرت معاذ بن جبل کو بیٹھنے کے لیے کہا۔ انھوں نے تین بار فرمایا: جب تک اسے قتل نہ کر دیا جائے، میں نہیں بیٹھوں گا۔ (قتلِ مرتد) اللہ اور اس کے رسول کا فیصلہ ہے چنانچہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے حکم سے اسے اسی وقت قتل کر دیا گیا۔

گستاخِ رسول کا قتل

غلافِ کعبہ سے لپٹے ہوئے توہینِ رسول کے مرتکب مرتد کو مسجدِ حرام میں قتل کرنے کا حکم

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) ابو داؤد ص ۵۹۸ ج ۲، ترمذی ص ۱۴۶ ج ۱، نسائی ص ۱۵۱ ج ۲، ابن ماجہ ص ۱۸۵ ج ۱، مسند احمد ص ۲۳۱ ج ۵ عن معاذ۔ [۱] تفسیر طنطشری ص ۱۳۵ ج ۳، روح المعانی ص ۱۶۰ پ ۶۔
[۵] بخاری ص ۱۰۲۳ ج ۲۔ ابو داؤد ص ۵۹۸ ج ۲، نسائی ص ۱۵۲ ج ۲۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں تشریف فرما تھے کسی نے حضور سے عرض کی، حضور! (آپ کی شان میں توہین کرنے والا) ابن خطل کعبہ کے پردوں سے لپٹا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا: "اقتلوہ" اُسے قتل کردو۔[۱]

یہ عبد اللہ بن خطل مرتد تھا۔ ارتداد کے بعد اس نے کچھ ناحق قتل کیے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو میں شعر کہہ کر حضور کی شان میں توہین وتنقیص کیا کرتا تھا۔ اس نے دو گانے والی لونڈیاں اس لیے رکھی ہوئی تھیں کہ وہ حضور کی ہجو میں اشعار گایا کریں۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے قتل کا حکم دیا تو اُسے غلافِ کعبہ سے باہر نکال کر باندھا گیا اور مسجد حرام میں مقام ابراہیم اور زم زم کے درمیان اُس کی گردن ماری گئی۔[۲]

یہ صحیح ہے کہ اُس دن ایک ساعت کے لیے حرم مکہ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے حلال قرار دے دیا گیا تھا لیکن بالخصوص مسجد حرام میں مقام ابراہیم اور زم زم کے درمیان اُس کا قتل کیا جانا اِس بات کی دلیل ہے کہ گستاخِ رسول باقی مرتدین سے بدرجہا بدتر و بدحال ہے۔

۱۔ بخاری ص ۲۴۹ ج ۱، ص ۶۱۴ ج ۲۔

۲۔ فتح الباری ص ۱۳ ج ۸، عمدۃ القاری ص ۳۴۷ ج ۸، ارشاد الساری ص ۳۹۲ ج ۶۔

اِجماعِ اُمّت

۱۔ قال محمّد بن سحنون اجمع العلماء ان شاتم النّبي صلّی اللہ علیہ وسلّم المتنقّص لہٗ کافر والوعید جار علیہ بعذاب اللہ لہٗ وحکمہٗ عند الامۃ القتل ومن شكّ في كفرہٖ وعذابہٖ كفر۔[1]

ترجمہ: محمد بن سحنون نے فرمایا، علماء اُمّت کا اجماع ہے کہ نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کو گالی دینے والا حضور کی توہین کرنے والا کافر ہے اور اُس کے لیے اللہ تعالیٰ کے عذاب کی وعید جاری ہے اور اُمّت کے نزدیک اس کا حکم قتل ہے۔ جو اس کے کفر اور عذاب میں شک کرے، کافر ہے۔

۲۔ وقال ابو سلیمان الخطابی لا اعلم احدا من المسلمین اختلف في وجوب قتلہٖ اذا كان مسلمًا۔[2]

ترجمہ: امام ابو سلیمان الخطابی نے فرمایا، جب مسلمان کہلانے والا نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے سب کا مرتکب ہو تو میرے علم میں کوئی ایسا مسلمان نہیں جس نے اُس

۱ے الشفاء ج ۸ ص ۲۱۶، ۲۱۵، نسیم الریاض شرح الشفاء ج ۴ ص ۳۳۸، الرد المحتار ج ۳ ص ۳۱۷، الصارم المسلول ص ۳

۲ے الشفاء ج ۲ ص ۲۱۶، فتح القدیر شرحِ ہدایہ ج ۴ ص ۴۰۷، الصارم المسلول ص ۴

کے قتل میں اختلاف کیا ہو۔

۳۔ واجمعت الامۃ علیٰ قتل متنقصہ من المسلمین وسابہ[۱]

ترجمہ: اور اُمت کا اجماع ہے کہ مسلمان کہلا کر حضور کی شان میں سب اور تنقیص کرنے والا قتل کیا جائے گا۔

۴۔ قال ابوبکر بن المنذر اجمع عوام اهل العلم علی ان من سب النبي صلی الله علیه وسلم یقتل قال ذلك مالك بن انس واللیث واحمد واسحاق وهو مذهب الشافعي قال القاضي ابوالفضل وهو مقتضی قول ابي بکر الصدیق رضي الله عنه ولا تقبل توبته عند هؤلاء وبمثله قال ابوحنیفة واصحابه والثوري واهل الکوفة والاوزاعي في المسلمین لکنهم قالوا هي ردة[۲]

ترجمہ: امام ابوبکر بن منذر نے فرمایا، عامہ علماء اسلام کا اجماع ہے کہ جو شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سب کرے قتل کیا جائے گا۔ ان ہی میں سے مالک بن انس، لیث، احمد، اسحاق (رحمہم اللہ) ہیں اور یہی شافعی کا مذہب ہے۔

۱ے الشفاء ص ۲۱۱ ج ۲

۲ے الشفاء ص ۲۱۵ ج ۲

قاضی عیاض نے فرمایا، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول کا یہی مقتضیٰ ہے۔ (پھر فرماتے ہیں) اور ان ائمہ کے نزدیک اس کی توبہ بھی قبول نہ کی جائے گی۔ امام ابوحنیفہ، اُن کے شاگردوں، امام ثوری، کوفہ کے دوسرے علماء اور امام اوزاعی کا قول بھی اسی طرح ہے۔ اُن کے نزدیک یہ ردّت ہے۔

۵۔ ان جمیع من سبّ النبیّ صلی اللہ علیہ وسلم او عابہ او الحق بہ نقصًا فی نفسہ او نسبہ او دینہ او خصلۃ من خصالہ او عرّض بہ او شبّہہ بشیء علیٰ طریق السبّ لہ او الازراء علیہ او التصغیر بشانہ او الغضّ منہ والعیب لہ فہو سابٌّ لہ والحکم فیہ حکم السابّ یقتل کما نبیّنہ ولا نستثنی فصلًا من فصول ھٰذا الباب علیٰ ھٰذا المقصد ولا نمتری فیہ تصریحًا کان او تلویحًا .... وھٰذا کلّہ اجماعٌ من العلماء وائمۃ الفتویٰ من لدن الصحابۃ رضوان اللہ علیہم الیٰ ھلمّ جرا۔[1]

ترجمہ: بے شک ہر وہ شخص جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو گالی دی

[1] الشفاء ص ۲۱۴ ج ۲، الصارم المسلول ص ۵۲۵ (طبع بیروت)

یا حضور کی طرف کسی عیب کو منسوب کیا یا حضور کی ذاتِ مقدسہ، آپ کے نسب، دین یا آپ کی کسی خصلت سے کسی نقص کی نسبت کی یا آپ پر طعنہ زنی کی یا جس نے بطریقِ سب اہانت یا تحقیرِ شانِ مبارک یا ذاتِ مقدسہ کی طرف کسی عیب کو منسوب کرنے کے لیے حضور کو کسی چیز سے تشبیہ دی، وہ حضور کو صراحۃً گالی دینے والا ہے، اُسے قتل کر دیا جائے۔ ہم اس حکم میں قطعاً کوئی استثنا نہیں کرتے۔ نہ ہم اس میں کوئی شک کرتے ہیں۔ خواہ صراحۃً توہین ہو یا اشارۃً کنایۃً۔ اور یہ سب علماء اُمت اور اہلِ فتویٰ کا اجماع ہے عہدِ صحابہ سے لے کر آج تک، رضی اللہ تعالیٰ عنہم

۶۔ والحاصل انه لاشك و لا شبهة في كفر شاتم النبيّ صلى الله عليه وسلم وفي استباحة قتله وهو المنقول عن الائمة الاربعة۔[1]

ترجمہ: خلاصہ یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالی دینے والے کے کفر اور اس کے مستحقِ قتل ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں۔ چاروں ائمہ (ابو حنیفہ، مالک، شافعی، احمد بن حنبل) سے یہی منقول ہے۔

۷۔ كلّ من ابغض رسول الله صلى الله عليه وسلم

---

[1] فتاویٰ شامی حنفی ص ۳۲۱ ج ۳، ونحوہ الصارم المسلول للحنبلی ص ۴۔

بقلبه كان مرتدًا فالساب بطريق اولى ثم يقتل حدًا عندنا۔[1]

ترجمہ: جو شخص رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم سے اپنے دل میں بغض رکھے وہ مرتد ہے۔ آپ کو گالی دینے والا تو بطریق اولیٰ مستحق گردن زدنی ہے۔ پھر (مخفی نہ رہے کہ) یہ قتل ہمارے نزدیک بطور حد ہوگا۔

۸- ايما رجل مسلم سب رسول الله صلى الله عليه وسلم او كذبه او عابه او تنقصه فقد كفر بالله وبانت منه زوجته۔[2]

ترجمہ: جو مسلمان رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کو سب کرے یا تکذیب کرے یا عیب لگائے یا آپ کی تنقیص شان کا (کسی اور طرح سے) مرتکب ہو تو اس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کیا اور اس سے اس کی زوجہ اس کے نکاح سے نکل گئی۔

۹- اذا عاب الرجل النبي صلى الله عليه وسلم في شيء كان كافرا وكذا قال بعض العلماء لو قال لشعر النبي صلى الله عليه وسلم شعير فقد كفر وعن

---

[1] فتح القدیر (امام ابن ہمام حنفی) ج۴ ص۴۰۷۔ [2] کتاب الخراج امام ابو یوسف ص۱۸۲، فتاویٰ شامی ج۳ ص۳۱۹۔

إبي حفص الكبير من عاب النبيّ صلّى اللّٰهُ عليه وسلّم بشعرة من شعراته الكريمة فقد كفر وذكر في الاصل ان شتم النبيّ كفر۔[1]

ترجمہ: کسی شے میں حضور پر عیب لگانے والا کافر ہے اور اسی طرح بعض عُلماء نے فرمایا، اگر کوئی حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے بالِ مبارک کو "شعر" کے بجائے (بصیغۂ تصغیر) "شُعَیر" کہہ دے تو وہ کافر ہو جائے گا۔ اور امام ابُوحفص الکبیر (حنفی) سے منقُول ہے کہ اگر کسی نے حُضُور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے کسی ایک بالِ مُبارک کی طرف بھی عَیب منسُوب کیا تو وہ کافر ہو جائے گا اور امام محمّد نے "مبسُوط" میں فرمایا کہ نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کو گالی دینا کفر ہے۔

۱۰۔ ولا خلاف بين المسلمين ان من قصد النبيّ صلّى الله عليه وسلّم بذالك فهو ممّن ينتحل الإسلام انه مرتد يستحق القتل۔[2]

ترجمہ: کسی مُسلمان کو اِس میں اختلاف نہیں کہ جس شخص نے نبیِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی اِہانت و اِیذا رسانی کا قصد کیا اور وہ مُسلمان

---

[1] فتاوٰی قاضی خان صـ ۸۸۲ ج ۴ (طبع نولکشور) [2] احکام القرآن للجصاص صـ ۱۰۶ ج ۳۔

کہلاتا ہے، وُہ مُرتد مستحق قتل ہے۔

یہاں تک ہمارے بیان سے یہ بات واضح ہوگئی کہ کتاب و سنت اجماعِ اُمت اور اقوال علمائے دین کے مطابق گستاخِ رسُول کی سزا یہی ہے کہ وُہ حدًّا قتل کیا جائے۔ اس کے بعد حسب ذیل امُور کی وضاحت بھی ضروری ہے:

ا۔ بارگاہِ نبوت کی توہین و تنقیص کو موجب حدِ جُرم قرار دینے کے لیے یہ شرط صحیح نہیں کہ گستاخی کرنے والے نے مُسلمانوں کے مذہبی جذبات کو مشتعل کرنے کی غرض سے گستاخی کی ہو۔ یہ شرط ہر گستاخ نبوت کے تحفّظ کے مُترادف ہوگی اور توہینِ رسالت کا دروازہ کُھل جائے گا۔ ہر گستاخ نبوت اپنے جُرم کی سزا سے بچنے کے لیے یہ کہہ کر چھوٹ جائے گا کہ مُسلمانوں کے مذہبی جذبات کو مشتعل کرنا میری غرض نہ تھی۔ علاوہ ازیں یہ شرط کتاب اللہ کے بھی منافی ہے۔ سُورۃ توبہ کی آیت ہم لکھ چکے ہیں کہ توہین کرنے والے منافقوں کا یہ عُذر کہ "ہم تو آپس میں صرف دِل لگی کرتے تھے۔ ہماری غرض توہین نہ تھی"، نہ مُسلمانوں کے مذہبی جذبات مشتعل کرنا ہمارا مقصد تھا، اللہ تعالیٰ نے مُسترد کر دیا اور واضح طور پر فرمایا" لا تعتذروا قد کفرتم

بعد ایمانکم - بہانے نہ بناؤ، ایمان کے بعد تم نے کفر کیا۔

۲ - صریح توہین میں نیت کا اعتبار نہیں۔ "رَاعِنَا" کہنے کی ممانعت کے بعد اگر کوئی صحابی نیتِ توہین کے بغیر حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وآلہٖ وسلّم کو "رَاعِنَا" کہتا تو وہ وَاسْمَعُوْا وَلِلْکَافِرِیْنَ عَذَابٌ اَلِیْمٌ کی قرآنی وعید کا مستحق قرار پاتا، جو اس بات کی دلیل ہے کہ نیتِ توہین کے بغیر بھی حضور کی شان میں توہین کا کلمہ کہنا کفر ہے۔

امام شہاب الدین خفاجی حنفی ارقام فرماتے ہیں:

المدار في الحكم بالكفر على الظواهر ولا نظر للمقصود والنيّات ولا نظر لقرائن حاله[1]

توہین رسالت پر حکم کفر کا مدار ظاہر الفاظ پر ہے۔ توہین کرنے والے کے قصد و نیت اور اس کے قرائن حال کو نہیں دیکھا جائے گا ـــــ ورنہ توہین رسالت کا دروازہ کبھی بند نہ ہو سکے گا۔ کیونکہ ہر گستاخ یہ کہہ کر بری ہو جائے گا کہ میری نیت اور ارادہ توہین کا نہ تھا ـــــ لہٰذا ضروری ہے کہ توہین صریح میں کسی گستاخ نبوت کی نیت اور قصد کا اعتبار نہ کیا جائے۔

---

[1] نسیم الریاض شرح الشفاء ص ۴۲۶ ج ۴۔

۳ - یہاں اِس شبہ کا ازالہ بھی ضروری ہے کہ اگر کسی مسلمان کے کلام میں ننانوے وُجوہ کُفر کی ہوں اور اسلام کی صرف ایک وجہ کا احتمال ہو تو فقہا کا قول ہے کہ کُفر کا فتویٰ نہیں دیا جائے گا۔ اِس کا ازالہ یہ ہے کہ فُقہا کا یہ قول اُس تقدیر پر ہے کہ کسی مسلمان کے کلام میں ننانوے وُجوہِ کُفر کا صرف احتمال ہو، کُفرِ صریح نہ ہو۔ لیکن جو کلام مفہوم توہین میں صریح ہو اُس میں کسی وجہ کو ملحُوظ رکھ کر تاویل کرنا جائز نہیں۔ اِس لیے کہ لفظِ صریح میں تاویل نہیں ہوسکتی۔ قاضی عیاض رَحمۃُ اللہ عَلَیہ نے لکھا:

قال حبیب ابن الربیع لان ادعاء التأویل فی لفظ صراح لا یقبل۔[1]

ترجمہ: حبیب بن ربیع نے فرمایا کہ لفظِ صریح میں تاویل کا دعویٰ قبول نہیں کیا جائے گا۔

کسی کلام کا توہین صریح ہونا عُرف اور محاورے پر مبنی ہے۔ معذرت کے ساتھ بطورِ مثال عرض کرتا ہوں کہ اگر کسی کو ولدالحرام کہا جائے اور کہنے والا لفظِ "حرام" کی تاویل کرے اور کہے کہ میں نے "المسجدُ الحرام" اور "بیتُ اللہ الحرام" کی طرح معظّم و محترم کے معنیٰ میں یہ لفظ بولا ہے،

---

[1] الشفاء صـ ۲۱۷ ج ۲ -

تو اُس کی یہ تاویل کسی ذی فہم کے نزدیک قابلِ قبول نہ ہوگی، کیونکہ عُرف اور مُحاورے میں "وَلَدُ الحَرام" کا لفظ گالی اور توہین ہی کے لیے بولا جاتا ہے۔ اسی طرح ہر وُہ کلام جس سے عُرف و مُحاورے میں توہین کے معانی مفہوم ہوتے ہوں، توہین ہی قرار پائے گا، خواہ اُس میں ہزار تاویلیں ہی کیوں نہ کی جائیں۔ عُرف اور مُحاورے کے خلاف تاویل مُعتبر نہ ہوگی۔

۴ - یہاں اس شُبہ کو دُور کرنا بھی ضرُوری سمجھتا ہُوں کہ اگر توہینِ رسُول کی سزا حدًّا قتل کرنا ہے تو کئی مُنافقین نے حضُور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی صریح توہین کی۔ بعض اوقات صحابہ کرام نے عرض کی کہ حضُور! ہمیں اجازت دیں کہ ہم اِس گُستاخ مُنافق کو قتل کر دیں، لیکن حضُور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے اجازت نہیں دی۔

ابنِ تیمیہ نے اِس کے مُتعدد جوابات لکھے ہیں، جن کا خُلاصہ حسبِ ذیل ہے[۱]:

ا - اُس وقت اُن لوگوں پر حد قائم کرنا فسادِ عظیم کا مُوجب تھا۔ اُن کے کلماتِ توہین پر صبر کر لینا اِس فساد کی نسبت آسان تھا۔

---

[۱] الصارم المسلول ص ۲۲۲ تا ۲۳۳

ب ۔ منافقین اعلانیہ توہینِ رسالت نہ کرتے تھے، بلکہ آپس میں چھپ کر حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کے حق میں توہین آمیز باتیں کیا کرتے تھے۔

ج ۔ منافقین کے ارتکابِ توہین کے موقع پر صحابہ کرام کا حضور سے اُن کے قتل کی اجازت طلب کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ صحابہ کرام جانتے تھے کہ گستاخِ رسول کی سزا قتل ہے۔

گستاخانِ شانِ رسالت ابُورافع یہودی اور کعب بن اشرف کو قتل کرنے کا حکم رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ نے صحابہ کو دیا تھا۔ اس حکم کی بنا پر صحابہ کرام کو علم تھا کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کی شان میں توہین کرنے والا قتل کا مستحق ہے۔

د ۔ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ کے لیے جائز تھا کہ وہ اپنے گستاخ اور موذی کو اپنی حیات میں معاف فرمادیں لیکن اُمت کے لیے جائز نہیں کہ وہ حضور کے گستاخ کو معاف کرے۔

نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ اور دیگر انبیائے کرام اللہ تعالیٰ کے اس حکم کو بجا لاتے کہ "آپ معافی کو اختیار فرمائیں اور جاہلوں سے منہ پھیر لیں اور نیکی کا حکم دیں"۔ (سورۃ اعراف آیت ۱۹۹)

میں عرض کروں گا کہ گستاخِ رسول پر قتل کی حد جاری کرنا ایسی حد ہے جو
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا اپنا حق ہے۔ اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہٖ وسلم کی توہین حضور کی امت کے لیے بھی سخت ترین اذیت کا موجب ہے اور
اس طرح اس حد کو پوری امت کا حق بھی کہا جا سکتا ہے لیکن بلاواسطہ
نہیں بلکہ بواسطہ ذاتِ اقدس کے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضور کو
کو یہ اختیار حاصل تھا کہ اپنا یہ حق کسی کو خود معاف فرما دیں۔ جیسا کہ بعض دیگر
احکامِ شرع کے متعلق دلیل سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان احکام میں حضور
کو اختیار عطا فرمایا۔ مثلاً حضرت براء بن عازب سے روایت ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت ابوبردہ کو بکری کے ایک بچے کی قربانی کرنے
کا حکم دیا اور فرمایا:

ولن تجزي عن احد بعدك .[1]

کہ (یہ قربانی) تمہارے علاوہ کسی دوسرے پر ہرگز جائز نہیں۔
اسی طرح حضرت ابن عباس اور حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ
جب حضور نے حرمِ مکہ کی گھاس کاٹنے کو حرام قرار دیا تو حضرت عباس
نے عرض کی "الا الاذخر" یعنی "اذخر" گھاس کو حرمت کے اس

۱۔ بخاری ص ۸۳۲ ج ۲۔

حکم سے مستثنیٰ فرما دیں۔ حضور نے فرمایا "اِلَّا الْاِذْخر"۔ یعنی اذخر کو حرمت کے حکم سے ہم نے مستثنیٰ فرما دیا[1]۔

اس حدیث کے تحت شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور نواب صدیق حسن خان بھوپالی تحریر فرماتے ہیں:

"و در مذہب بعضے آن است کہ احکام مفوض بود بوے صلی اللہ علیہ وسلم ہرچہ خواہد و بر ہر کہ خواہد حلال و حرام گرداند و بعضے گویند باجتہاد گفت۔ و اول اصح و اظہر است[2]۔"

"یعنی بعض کا مذہب یہ ہے کہ احکامِ شرعیہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد کر دیے گئے تھے جس کے لیے جو کچھ چاہیں حلال اور حرام فرما دیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ اجتہاد کے طور پر فرمایا تھا اور پہلا مذہب اصح اور اظہر ہے۔"

ان احادیث کی روشنی میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ اختیار حاصل ہو سکتا ہے کہ کسی حکمت و مصلحت کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان منافقین پر قتل کی حد جاری نہ فرمائیں، لیکن حضور کے بعد کسی کو یہ اختیار نہیں۔

---

[1] بخاری ص ۱۲۱ ج ۱، مسلم ص ۴۳۸ ج ۱۔ [2] اشعۃ اللمعات ص ۴۰۸ ج ۲، مسک الختام ص ۵۱۲ ج ۲۔

آخر میں عرض کروں گا کہ توہینِ رسالت کی حد اسی پر جاری ہو سکے گی، جس کا یہ جرم قطعی اور یقینی طور پر ثابت ہو جائے۔ اس کے بغیر کسی کو اس جرم کا مرتکب قرار دے کر قتل کرنا ہرگز جائز نہیں۔ تواتر بھی دلیلِ قطعی ہے۔ اگر کوئی شخص توہین کے کلماتِ صریحہ بول کر یا لکھ کر اس بات کا اعتراف کرے کہ یہ کلمات میں نے بولے یا میں نے لکھے ہیں تو یقیناً وہ واجب القتل ہے۔ خواہ وہ کتنے ہی بہانے بنائے اور کہتا پھرے کہ میری نیت توہین کی نہ تھی۔ یا ان کلمات سے میری غرض یہ نہ تھی کہ میں مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو ٹھیس پہنچاؤں۔ بہر حال وہ مستحقِ قتل ہے۔

علیٰ ھٰذا وہ لوگ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہینِ صریح کی تاویل کر کے اس کے مرتکب کو کفر سے بچانا چاہیں بالکل اسی طرح قتل کے مستحق ہیں جیسا کہ خود توہین کرنے والا مستوجبِ حد ہے۔ شاتمِ رسول کے حق میں محمد بن سحنون کا قول ہم شفاء، قاضی عیاض اور الصارم المسلول سے نقل کر چکے ہیں کہ

وَمَنْ شَكَّ فِي كُفْرِهٖ وَعَذَابِهٖ كَفَرَ۔[1]

۲۵ / نومبر ۱۹۸۵ء

سید احمد سعید کاظمی

---

[1] الشفاء: قاضی عیاض ص ۲۱۵، ۲۱۶ ج ۲، الصارم المسلول ص ۴۔